کلمۃ العصر

خواتین کے ساتھ حسن سلوک اور ہماری ذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے اللہ تعالیٰ کی اس حسین تخلیق میں حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا بھی ہیں جن سے بنی نوع انسان کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انسانی معاشرے میں مرد اور عورت مل کر ایک خاندان اور کنبہ تشکیل دیتے ہیں ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر یہ فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا۔ مرد کتنا ہی ذہین وفطین کیوں نہ ہو عورت سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اور عورت کتنی ہی ذی عقل ہو مرد سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی تخلیق میں اگرچہ صنف کے اعتبار سے تفاوت رکھا ہے لیکن ضرورتوں کے اعتبار سے ان میں برابری اور مساوات رکھی ہے۔ جہاں سورج چاند ستاروں کی روشنی سے مرد فائدہ اٹھاتا ہے ہوا پانی اور مختلف مواسم سے لطف اندوز ہوتا ہے خوراک پھل یا دیگر نعمتوں سے اپنی ضرورتیں پوری کرتا ہے وہاں عورت کو بھی اتنا ہی حق ہے اور وہ اس میں برابر کی شریک ہے اس حق سے اسے کوئی محروم نہیں کرسکتا جس طرح ایک مرد اچھی خواہشات اور تمنائیں رکھتا ہے اچھے گھر بہتر کاروبار اور نیک بیوی کے خواب دیکھتا ہے۔ اسی طرح ایک عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں بہتر سوچ رکھے۔ صالح خاوند کی رفاقت اس کا حق بھی ہے۔

لیکن انسان اپنی جبلت میں بعض دفعہ دوسروں پر فوقیت ظاہر کرتا ہے اور بڑھائی چاہتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے مقام ومرتبہ کو تسلیم کیا جائے اس کی شوکت سطوت اور قوت کو مانا جائے جس کیلئے وہ جبر سے کام لیتا ہے اور اس امر کا اکثر مظاہرہ مرد عورت کے مقابلے میں کرتا ہے۔

زمانہ قبل از اسلام میں تو عورت بہت مظلوم نظر آتی تھی، معاشرتی زندگی میں اس کی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا جاتا تھا اور وہ دوسرے درجے کی مخلوق تصور ہوتی تھی اس کیساتھ معاندانہ رویہ روا رکھا جاتا تھا اور ہر جرم کی سزا اسے دی جاتی تھی مردی نظر میں وہ محض ایک تفریح کا سامان تھی۔ اسے مویشیوں کا درجہ دیا جاتا تھا اور ان کی طرح منڈیوں میں خرید وفروخت کیلئے لائی جاتی تھیں۔ رشوت میں پیش کی جاتیں، اعلیٰ نسل کی افزائش کیلئے بڑے لوگوں سے ملاپ کرایا جاتا یہی وجہ ہے کہ لوگ عورت کو باعث عار وننگ خیال کرتے اور بچی کی پیدائش پر کبیدہ خاطر ہوتے تھے اسے ذلت اور رسوائی کا باعث سمجھتے اور اسے زندہ درگور کرتے۔ قرآن حکیم میں ان کا تذکرہ رب العالمین اس طرح کرتے ہیں:

واذا بشر احدهم بالانثى ظل وجهه مسودا وهو كظيم يتوارى من القوم من سوء ما بشر به ايمسكه على هون ام يدسه فى التراب۔

کتنی معصوم جانیں انکے ہاتھوں زندہ درگور ہوئیں اور مرد کی انانیت کی بھینٹ چڑھیں۔ اس قبیح عمل کے مرتکب ہو کر سکھ کا سانس لیتے۔ اسی طرح کاروبار اور ضرورت کیلئے جب لوگ قرض لیتے تو اپنی عورتوں کو بطور رہن رکھتے اس ضمن میں محمد مسلمہ فرماتے ہیں: کہ میں کعب بن اشرف (جو کہ مدینہ منورہ کے بڑے یہودی تاجر تھے) کے پاس قرض لینے گیا تو اس نے کہا: ارهنوني نسائكم، تو میں نے کہا کیف نرهن عندکم نساءنا وانت اجمل العرب، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح عورتیں مال بدل کے طور پر استعمال ہوتی تھیں۔

تعجب کی بات تو یہ ہے اس وقت دنیا میں رومی، یونانی، فارسی، اور ہندی تہذیبیں معروف تھیں لیکن وہ بھی عورت کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کئے ہوئے تھیں عورت پدرانہ شفقت محبت اور رافت سے محروم تھی۔ مرد کی اجارہ داری نے اسے عضو معطل بنا رکھا تھا۔ یہ تمام تہذیبیں ایک بھیانک نظام رکھتی تھیں لیکن اسلام کی آمد کے ساتھ ہی جہاں دنیا میں ایک نئی تہذیب وتمدن کا آغاز ہوا۔ وہاں عورت کے بارے میں طرز فکر اور رویوں میں بھی تبدیلی آئی سابقہ تصورات کی نفی کی گئی اور معاندانہ طرز عمل کی حوصلہ شکنی کی گئی پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے خواتین کے بارے میں واضح تعلیمات دیں اور معاشرے میں ان کے مقام ومرتبے کا تعین کیا انہیں قابل احترام مقام دیا ان کی عزت عصمت کا تحفظ کیا۔ عورت کی مختلف حیثیتوں کی تفصیل سے آگاہ کیا۔ ماں کا رتبہ بیوی کی حیثیت بہن اور بیٹی کا مقام ہر حال میں وہ سماج میں قابل قدر ہیں۔

آپ نے جاہلانہ رسم ورواج ختم کرائے، بچیوں کی پیدائش پہ جہاں صف ماتم بچھ جاتی تھی اور انہیں زندہ درگور کیا جاتا تھا اس کی شدت سے روکا اور **بای ذنب قتلت** کا تصور پیش کیا اور یہ احساس پیدا کیا۔ **لاتقتلوا**

اولاد کم خشیة املاق نحن رزقکم وایاکم ۔

بیٹی کی پیدائش اسکی پرورش نگہداشت، تعلیم وتربیت کو قابل ستائش عمل قرار دیا۔ اور ایسے شخص کے بارے میں فرمایا **من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامة هو وانا کهاتین۔**

بلکہ وہ مرد یا عورت جو خود تو تکالیف برداشت کرتے ہیں لیکن بچیوں کی پرورش میں پوری توجہ دیتے ہیں ان کا عمل بے حد پسندیدہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس ایک خاتون آئی اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں ان کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی خاتون نے سوال کیا اور میرے پاس صرف ایک کھجور تھی میں نے وہ پیش کی اس نے کھجور کے دو حصے کئے اور بچیوں کو کھلا دیا اور خود چکھا نہ تھا یا جب رسول اکرم ﷺ گھر تشریف لائے تو میں نے سارا قصہ سنایا تو آپ نے جواباً فرمایا۔ **ان اللہ قد اوجب لها بها الجنة واعتصمها بها من النار** ۔ اس بات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اسلام نے بچیوں کی پرورش نے کیا مقام رکھا ہے اور اس کا یہ عمل کس قدر محبوب ہے۔ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک محبت اور رافت سے پیش آنے والا دراصل مکمل مومن ہے حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اکمل المومنین ایمان احسنهم خلقا وخیرکم نساءهم۔ گویا اعلیٰ اخلاق بہترین پیمانہ گھر ہے۔ اسلام ہی وہ نظام ہے جس نے عورت کو اسکا جائز مقام دیا ہے اور سماج میں اس کی حیثیت کو تسلیم کرایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وراثت میں اس کا حق تسلیم کیا فرمایا: **یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین** ..... **آیة** جبکہ سابقہ تہذیبوں میں اس کا تصور تک نہ تھا۔ وراثت تو دور کی بات ہے عورت کسی چیز پر اپنا حق نہیں جتا سکتی تھی بلکہ وہ تو خود مملوک ہوتی تھیں۔ اسلام نے ہی آکر سب سے پہلے خواتین کو اپنی صلاحتیں بروئے کار لانے کا موقعہ دیا اور اس کیلئے ضابطہ اخلاق مرتب کیا خواتین اسلام نے میدان جہاد سے لیکر علوم وفنون تک لاتعداد کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور ان کے مقام و مرتبہ کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ وہ دوسروں کیلئے بھی مرجع بنیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عظیم محدثہ اور فقیہہ تھیں اور دیگر بہت ساری صحابیات جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی زبان اطہر سے جنت کی بشارت پائی۔ اس لئے یہ کہتے ہوئے ہمیں ذرا بھی عار نہیں کہ اسلامی تہذیب میں جو مقام و مرتبہ خواتین کو دیا ہے۔ وہ کسی بھی دوسری تہذیب میں نہیں لیکن اسلامی تعلیمات سے ناآشنا لوگ غلط پروپیگنڈے کا شکار ہیں اور آزادی نسواں کا نعرہ انہیں بڑا حسین لگتا ہے۔ لیکن اس امر کا جائزہ لینا اشد ضروری ہے کہ جن ممالک میں عورت مکمل آزاد ہے وہاں اسے کس نظر سے دیکھا جاتا ہے آج ان ممالک میں عورت محض ایک سامان تفریح ہے حریت کے نام پر سربازار اسے بے لباس کیا گیا جنسی آزادی کے نام پر اس پر بچوں کا بوجھ ڈال دیا گیا اور ان بچوں کو بے یار ومددگار چھوڑ دیا گیا۔ مرد جنسی تسکین کے بعد کسی اور کی تلاش میں چل نکلتا ہے لیکن یہ بیچاری مستقبل کا بارگراں اٹھائے دردر کی ٹھوکریں کھاتی ہیں آج ان ممالک میں کنواری ماؤں کی تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے۔ کیا یہی آزادی ہے جس کی خواتین خواہاں ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ آج کل ماڈلز کے نام پر ان کی تجارت ہو رہی ہے کوئی بھی مصنوعات ہو اس پر عورت ہی کی تصویر برہنہ یا نیم برہنہ!! آخر کیوں؟ کیا یہی اس کا مقام ہے؟ سوچنے کی بات ہے۔

ہم یہاں نہایت افسوس کے ساتھ یہ عرض کریں گے کہ اسلام نے جو مقام ومرتبہ خواتین کو دیا تھا ہم نے بھی وہ برقرار نہ رکھا ایک وہ وقت تھا جب ایک بہن کی پکار پر محمد بن قاسم سرزمین عراق سے سندھ اس کی دادرسی کیلئے آیا لیکن آج کتنی ہی عفت مآب خواتین خود مسلمانوں کے ہاتھوں بے آبرو ہو رہی ہیں۔ ان کی چیخ وپکار پر کوئی لبیک نہیں کہتا۔ ہمارا معاشرہ دور جاہلیت کی جھلک پیش کر رہا ہے عورتوں کے ساتھ کیسے کیسے ظلم ہو رہے ہیں مرد اپنی کوتاہیوں اور نادانیوں کا بدلہ عورتوں سے لیتے ہیں اپنی انانیت کی آگ عورت کے ذریعے ٹھنڈی کی جاتی ہے اپنی خود ساختہ وجاہت کی بھینٹ عورت کو چڑھایا جاتا ہے وراثت سے محروم کرنے کیلئے اس کی شادی قرآن سے کردی جاتی ہے اپنے جھوٹے وقار کی خاطر اسے کاروکاری کی نذر کیا جاتا ہے۔ اپنی پسند ناپسند کی بنا پر غیرت کا بت تراشا جاتا ہے اور نذرانے کے طور پر عورت کا خون پیش کیا جاتا ہے۔ غصے میں بلکان ہو کر ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی جاتی ہیں۔ ہوش آنے پر اپنے ہاتھوں حلالہ کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ وارے مرد کیا یہی تیری مردانگی ہے کہ اپنی عزت وناموس کا جنازہ خود اپنے کاندھوں پر اٹھا کر کسی نام نہاد مفتی کو پیش کردے۔ اس سے بڑا عورت کا اور کیا استحصال ہوگا؟

گذشتہ دنوں میروالہ جتوئی میں مردوں کی پنچایت نے جو احمقانہ اور بے رحمانہ فیصلہ دیا اور مختاراں مائی کے ساتھ جو ظالمانہ سلوک ہوا اس پر دل پارہ پارہ ہے۔ ابھی یہ زخم تازہ تھا کہ میانوالی ابا خیل میں قتل میں سزائے موت پانے والوں نے صلح کیلئے جس طرح آٹھ معصوم بچیوں کا سودا کیا۔ شاید دور جاہلیت میں بھی اس کی مثال نہ مل سکے۔ اس فیصلے کا قابل افسوس پہلو یہ ہے کہ پنچایت میں بڑے بڑے عمائدین پیر خانہ ٹانک کے سجادہ نشین بھی شامل ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم اکیسویں صدی میں نہیں بلکہ پتھر کے زمانہ کے لوگ ہیں۔ اور آج تک ہمارے پاس اسلام کی روشنی اور کرن نہیں پہنچی۔

ان واقعات کی روشنی میں یہ بات محسوس کی گئی کہ آج بھی یہاں کے باشندے انتہائی جہالت کی زندگی گزار رہے ہیں تعلیم کا نہ صرف فقدان ہے بلکہ ذرا بھی تہذیب نہیں اور جاہلانہ رسم ورواج کے قائل ہیں اور ان کے ہاں صرف سر کی قدر وقیمت ہے۔ جس کیلئے بڑی سے بڑی حتیٰ کہ بیٹی کا سودا بھی مہنگا نہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ہم یہاں تمام علماء کرام مبلغین حضرات مشائخ عظام دانشوروں مفکرین اسلام دینی جماعتوں کے قائدین وسربراہان کی خدمت میں دست بدستہ عرض کریں گے کہ ہم سے سنگین کوتاہیاں ہوئیں ہیں ہم اپنے فرائض سے انحراف کر چکے ہیں ابلاغ اسلام کا فریضہ چھوڑ کر محض نمود ونمائش میں لگ گئے ہیں ہم سب